ادبی و شعری اصطلاحات

~~۱- استعمر~~
۱- تشبیہ
۲- استعارہ
۳- تلمیح

→ ادبی اصطلاحات
شاعری اور نثر دونوں ہیں

۱- قافیہ
۲- ردیف
۳- مطلع
۴- مقطع

→ شعری اصطلاحات
صرف شاعری

1x10=10
MCQs [illegible]

علم بلاغت (پہنچانا) شاخ ہے
علم بیان → واضح کرنا - روشن کرنا

- تشبیہ — MCQs
- استعارہ — MCQs
- کنایہ
- مجاز مرسل

علم بلاغت
↓
علم بدیع ← نرالا - انوکھا

- تلمیح — MCQs
- صنائع بدائع

Note ادب = شاعری اور نثر دونوں

شعری اصطلاحات:۔

قافیہ:۔

- قافیہ عربی زبان کا لفظ ہے جو "قفو" سے نکلا ہے۔ ~~قافیہ~~

- قافیہ کے لغوی معنی **پیچھے پیچھے آنے والا** کے ہیں۔ شعری اصطلاح میں قافیہ سے مراد وہ ہم آواز یا ہم وزن الفاظ مراد لیے جاتے ہیں جو غزل یا قصیدہ کے مطلع کے دونوں مصرعوں جب کہ بقیہ اشعار کے صرف دوسرے مصرعے میں آئے مگر مستقل نہ ہوں انہیں قافیہ کہا جاتا ہے۔

مثلاً:۔

۵ خدا ہم کو ایسی خدائی نہ دے
کہ اپنے سوا کچھ دکھائی نہ دے

۵ گناہ گار سمجھے گی دنیا تجھے

اہم نکات

* قافیہ عربی زبان کا لفظ ہے۔
* قافیہ اس میں مذکر ہے۔
* قواعد کی رو سے فعل فاعل ہے۔
* قافیہ کے لغوی معنی **پیچھے پیچھے آنے والا**، "بعد میں آنے والا"، "پے در پے آنے والا"

* قافیے ہم آواز مگر شکل میں مختلف ہوتے ہیں۔
* شعر میں ردیف موجود ہو تو قافیے ردیف سے پہلے آتے ہیں۔
* قافیے کے آخری حرف کو **رَوی** کہتے ہیں۔
* قافیے کا استعمال شاعری میں صوتی آہنگ (Rhythm) پیدا کرتا ہے۔
* جس شاعری میں قافیہ استعمال ہو اُسے (مقفیٰ) **"مقفیٰ"** کہتے ہیں۔
* قافیہ شرطِ غزل ہے یعنی قافیہ کے بغیر غزل نہیں ہو سکتی۔
* قافیہ کی جمع **قوافی** ہے۔

Note:- • **رَوی** سے مراد کسی بھی لفظ کا آخری alphabet ہے جیسے دکھائی، ملائی، خدائی وغیرہ۔
• قافیہ ہونے کے لیے رَوی کا ایک جیسا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ وہ قافیہ نہیں کہلاتا ہے۔

ردیف:-

ردیف ←
قافیہ ←

شعری اصطلاحات میں ردیف سے مراد وہ مستقل کلمہ یا کلمات لیے جاتے ہیں جو شاعری میں قافیہ کے بعد دہرائے جائے۔ **مثلاً:-**

سر جھکاؤں گے تو پتھر دیوتا ہوجائے گا
اتنا مت چاہو اُسے وہ بے وفا ہوجائے گا

قافیہ ← ردیف ←

6۔ ہم بھی دریا ہیں، ہمیں اپنا ہنر معلوم ہے
جس طرف بھی چل پڑے گیں **راستہ ہو جائے گا**۔

7۔ اتنی سچائی سے مجھ سے زندگی نے کہ دیا
تو نہیں میرا تو نہیں میرا تو کوئی **دوسرا ہو جائے گا**۔
دا

• **اہم نکات:-**

* ردیف عربی زبان کا لفظ ہے۔
* ردیف اسم مؤنث۔
* ردیف کا مادہ **ر-د-ف**۔
* قواعد کی رو سے ردیف **اسم** ہے۔
* ردیف کے لغوی معنی ہیں: **"گھڑ سوار کے پیچھے بیٹھنے والا یا ایک سواری پر سے پیچھے سوار"**۔
* ردیف وہ ہم شکل الفاظ ہوتے جو قافیے کے بعد استعمال ہوتے ہیں۔
* جس "شعر، نظم، غزل" میں ردیف موجود ہو، اسے **مردّف شعر، مردّف نظم، مردّف غزل** اور اگر موجود نہ ہو تو **غیر مردّف** کہے گئیں۔
* ردیف اہل فارس (ایرانیوں) کی ایجاد ہے۔
* اہل عرب کے شاعر ردیف کا ~~استعمال~~ اہتمام (بندوبست) نہیں کرتے تھے۔

Note:-

* شاعری میں غزل ایرانیوں سے شروع ہوا تھا۔
* عرب کے لوگ قصیدہ پڑھا یا باندھا یا لکھا کرتے تھے۔

* ردیف کا استعمال مختلف معنی میں ہو سکتا ہے مثلاً:-

عذر (بہانا یا معزرت)

عذر اُن کی زبان سے نکلے
تیر گویا کمان سے نکلے

ہم کھڑے تم سے بات کرتے تھے
غیر کیوں درمیان سے نکلے

* شاعری میں ردیف کے بغیر غزل ہو جاتی مگر قافیہ ضروری ہے۔

* ردیف ترنم (Rhythm / سُر) پیدا کرنے قافیہ سے زیادہ مفید ثابت ہوتی ہے۔

مطلع:-

شعری اصطلاح میں غزل یا قصیدے کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ (اگر غزل مردف ہو) اور ہم ردیف بھی ہوں، اسے مطلع کہا جاتا۔ **مثلاً:-**

دشت میں پیاس بجھاتے ہوئے مرجاتے ہیں
ہم پرندے کہیں جاتے ہوئے مرجاتے ہیں

ردیف ہے — قافیہ ہے

اہم نکات:-

* مطلع عربی زبان کا لفظ ہے۔
* مطلع کا مادہ ط۔ل۔ع ہے۔
* مطلع اسم مذکر ہے

* قواعد کی رُو سے مطلع اِسمِ ظرفِ مکاں (مقام یا جگہ کو ظاہر کرنے والا اسم)۔
* مطلع کا لغوی معنی، "طلوع ہونے کی جگہ یا طلوع ہونے کا مکاں مقام" کے ہیں۔
* مطلع صرف غزل اور قصیدے میں استعمال ہوتا ہے۔
* مطلع غزل یا قصیدے کے پہلے شعر کو کہا جاتا ہے جس کا ہم قافیہ ہونا ضروری ہے۔
* غزل یا قصیدہ اگر مردف ہو تو مطلع کے دونوں مصرعوں کا ہم ردیف ہونا بھی لازم ہے۔
* مطلع کو نقیب غزل (بادشاہ کے آگے چلنے والا) کہا جاتا ہے۔
* اگر قصیدے میں مطلع ہو تو اسے ~~تشب~~ تشبیب کہا جاتا ہے۔
* غزل یا قصیدے کے پہلے شعر کے دونوں مصرعے اگر ہم قافیہ اور ہم ردیف نہ ہو تو اسے پہلا شعر ہی کہا جائے گا مطلع نہیں۔
* ایک سے زیادہ مطلعوں کی صورت میں پہلا مطلع کو مطلع اولیٰ یا مطلع، دوسرا مطلع مطلع ثانی، تیسرا مطلع ثالث، ~~تیسرا~~ چوتھا مطلع مطلع رابع، ~~چوتھا~~ پانچواں مطلع مطلع خامس، چھٹا مطلع مطلع سادس کہلاتا ہے۔
* مطلع کے بعد آنے والا شعر حسن مطلع یا زیب مطلع۔ بعض اساتذہ نے مطلع ثانی کو ہی حسنِ مطلع قرار دیا ہے اور بعض نے تمام مطلعوں کے بعد آنے والے تمام شعر کو حسنِ مطلع کہا ہے۔

مقطع:-

تعریف:-

شعری اصطلاح میں آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرے مقطع کہلاتے کہلاتا ہے۔ **مثلاً:-**

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

اہم نکات:-

* مقطع عربی زبان کا لفظ ہے۔
* مقطع کا مادہ **ق۔ ط۔ ع** ہے۔
* مقطع اسم کے لحاظ سے مذکر ہے۔
* قواعد کی رُو سے مقطع **اسمِ ظرفِ مکاں** ہے۔
* مقطع کے لغوی معنی "**قطع یا کٹ جانے کی جگہ**" کے ہیں۔
* مقطع صرف غزل میں استعمال ہوتا ہے۔
* مقطع غزل کے آخری شعر کو کہتے ہیں۔
* مقطع میں **تخلص کا استعمال** لازمی ہے۔
* مقطع کو مُختتم (~~غزل~~ تمام ہوجانا) غزل بھی کہتے ہیں۔
* اگر شاعر غزل کے آخری شعر کے الاوہ کسی اور شعر میں **اپنا تخلص استعمال کرے** تو اسے مقطع نہیں کہا جائے گا۔
* اگر غزل کے آخری شعر میں تخلص موجود نہ ہو تو اسے آخری شعر ہی کہا جائے گا مقطع نہیں۔

* مقطع غزل کی تکمیل کا احساس دلاتا ہے جبکہ تخلص کا استعمال قاری کو شاعر کے قریب کر دیتا ہے اور پڑھنے والے پر شاعر کی خصوصیات بے نقاب ہو جاتی ہے۔

ادبی اصطلاحات

صفت سے positivety دونوں کے لیے negativity اور خوبی سے صرف اچھائی لیتے ہیں۔

1) تشبیہ:-

"علم بیان کی رو سے جب کسی ایک چیز کو کسی مشترک صفت کی بناء پر کسی دوسری چیز کے مانند قرار دیا جائے تو اسے تشبیہ کہتے ہیں"۔ **مثلاً:-**

چشمے کا پانی برف کے مانند ٹھنڈا ہے۔

ارکانِ تشبیہ

1) مُشبہ:-

جسے تشبیہ دی جائے۔ **مثلاً:-** چشمے کا پانی۔

طرفین تشبیہ

2) مُشبہ بہ:-

جس چیز کے ساتھ تشبیہ دی جائے۔

مثلاً:- ~~چشمے کا پانی~~ پانی برف۔

3) حرفِ تشبیہ:- (اداتِ تشبیہ)

تشبیہ دینے کے لیے استعمال ہونے والا حرف / حروف۔

مثلاً:- مانند NOTE: حرفِ تشبیہ کے بغیر بھی تشبیہ مکمل ہو سکتی ہے۔

۶۔ وجہ تشبیہ / وجہِ شبہ:-

شبہ ← شُبہ ↔ شک

تشبیہ دینے کی وجہ / مشبہ اور مشبہ میں موجود مشترک صفت۔ **مثلاً:-** ٹھنڈ / ٹھنڈک

اہم نکات

* تشبیہ عربی زبان کا لفظ ہے۔
* تشبیہ کا مادہ ش - ب - ہ ہے۔
* تشبیہ اسم مؤنث ہے۔
* قواعد کی رُو سے ~~اسم مصدر~~ اسم مصدر (جس کے آخر میں "نا" آتا ہے) ہے۔
* تشبیہ کے لغوی معنی "مثال دینا، مانند قرار دینا، مماثل قرار دینا وغیرہ" کے ہیں۔
* تشبیہ کا تعلق علم بلاغت کی شاخ "علم بیان" سے ہے۔
* مشترک صفت کی بنیاد پر کسی ایک چیز کو کسی دوسری چیز جیسا قرار دینا تشبیہ کہلاتا ہے۔
* مشترک صفت میں "اچھائی اور بُرائی" دونوں شامل ہیں۔
* ارکانِ تشبیہ کی تعداد "چار" ہے۔
* جسے تشبیہ دی جائے اُسے "مشبہ" کہتے ہیں۔
* جس چیز کے ساتھ تشبیہ دی جائے اُسے "مشبہ بہٖ"

طرفین ← دونوں سائیڈیں

* "مُشبہ اور مُشبہ بہ" کو "طرفینِ تشبیہ" کہتے ہیں۔
* مُشبہ اور مُشبہ بہ میں پائی جانے والی مشترک صفت کو وجہ تشبیہ یا وجہِ تشبہ کہا جاتا ہے۔
* حروفِ تشبیہ کو اداتِ تشبیہ بھی کہا جاتا ہے۔
* حروفِ تشبیہ کبھی مذکور (شامل) اور کبھی محذوف (چھوڑا جانے والا)
* تشبیہ کا استعمال شاعری اور نثر دونوں میں کیا جاتا ہے۔
* دو ہم پلہ (برابر کی چیزوں) میں تشبیہ کا تعلق نہیں ہوتا اسے تشابہ کہا جاتا ہے۔

- **NOTE**:- تشبیہ دینا کے لیے مشبہ بہ کا مسلّم (perfect) ہونا لازم ہے۔ یعنی: "چشمے کا پانی برف کی مانند ٹھنڈا ہے"۔

اس مثال میں برف کی خصوصیت مسلّمہ ہے یعنی ٹھنڈک اس کی Quality ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ: "اس چشمے کا پانی دوسرے چشمے کی مانند ٹھنڈا ہے"۔ تو وہ غلط ہو جائے گا۔

ادبی اصطلاحات

1) استعارہ:-

"وہ علم بیان کی رو سے جب کوئی لفظ اپنے حقیقی معنی کے بجائے اپنے مجازی (عکس) معنی میں اس طرح استعمال ہو کہ اس کا حقیقی اور مجازی معنی میں تشبیہ کا تعلق موجود ہو تو اسے استعارہ کہتے ہیں"

مثلاً:-

آج میدان میں جیت ہمارے شیر کی ہوگی۔

(ارکانِ استعارہ)

1- ~~مستعار لہٗ~~ مستعار لہٗ *لہٗ: (لا، ہو)

جسے استعارہ کیا جائے۔

مثلاً:- کوئی بہادر شخص

طرفینِ استعارہ

2) ~~طرفینِ استعارہ~~ مستعار منہٗ

جس چیز کے ساتھ استعارہ کیا جائے۔

مثلاً:- شیر

3- وجہِ جامع:-

مستعار لہٗ اور مستعار منہٗ میں پائی جانے والی مشترک صفت۔

مثلاً:- بہادری

اہم نکات:

* استعارہ عربی زبان کا لفظ ہے۔
* استعارہ اسم کی کے لحاظ سے اسم مذکر ہے
* قواعد کی رو سے استعارہ "اسم مصدر" ہے۔
* استعارہ کے لغوی معنی "ادھار لینا یا مستعار لینا" ہے۔
* استعارہ کا تعلق **علم بلاغت کی شاخ علم بیان** سے ہے۔
* کسی مشترک صفت کی بنیاد پر کسی ایک چیز کو **بعینہٖ (ہو بہو)** دوسری چیز کو قرار دینا استعارہ کہلاتا ہے۔
* مشترک صفت میں اچھائی اور برائی دونوں شامل ہیں۔
* استعارہ کے ارکان کی تعداد **تین** ہے۔
* جس کے لیے صفت ادھار لی جائے وہ مستعار لہٗ کہلاتا ہے۔
* جس چیز سے صفت ادھار لی جائے اُسے مستعار منہٗ کہتے ہیں۔
* مستعار لہٗ اور مستعار منہٗ ہو میں مشترک پائی جانے والی صفت وجہ جامع کہلاتی ہے۔
* مستعار لہٗ اور مستعار منہٗ کو طرفینِ استعارہ کہا جاتا ہے۔
* استعارہ کا استعمال شاعری اور نثر دونوں میں ہوتا ہے۔

محذوف

* وجہ جامع ہمیشہ **محذوف** (جس کا ذکر نہیں ہوتا) ہوتی ہے۔

* ~~تشبیہ اور استعارہ میں~~

تشبیہ اور استعارہ میں فرق

* تشبیہ کی بنیاد حقیقت پر ہوتی ہے اور استعارہ کی بنیاد مجاز پر ہوتی ہے۔
* تشبیہ کے ارکان کی تعداد چار ہے اور استعارہ کے ارکان کی تعداد تین ہوتی ہے۔
* تشبیہ میں حرفِ تشبیہ کے ذریعے ایک چیز کو دوسری چیز جیسا قرار دیا جاتا ہے جبکہ استعارہ میں ہوبہو وہی چیز بنا لیا جاتا ہے
* تشبیہ حقیقی ہوتی ہے اور استعارہ مجازی ہوتی ہے۔

گھر کا کام:-

تشبیہ کی مثالیں:-

1) میرا بھائی شیر کی طرح بہادر ہے۔

مشبہ — مشبہ بہ — حرف تشبیہ / ادات تشبیہ

وجہ تشبیہ: بہادری۔

2) یہ لڑکا لومڑی کی مانند چالاک ہے۔

مشبہ — مشبہ بہ — حرفِ تشبیہ } وجہ تشبیہ: چالاکی

شعری مثالیں:-

1) شام ہی سے بجھا سا رہتا ہے
دل ہے گویا چراغ مفلس کا

مشبہ	مشبہ بہ	حرفِ مشبہ	وجہ مشبہ
دل	چراغ	گویا	بجھا سا رہنا (یعنی اداس)

تندیِ بادِ مخالف سے گھبرا تا کیوں ہے اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لیے

2) نازکی اُس کی لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اِک گلاب کی سی ہے۔

وجہ مشبہ	حرف مشبہ	مشبہ بہ	مشبہ
نازکی	سی	گلاب کی پنکھڑی	لب

استعارہ کی مثالیں:-

شعری مثالیں:-

1) ایک روشن دماغ تھا، نہ رہا
شہر میں اِک چراغ تھا نہ رہا۔

مستعار لہٗ: دماغ، ~~چراغ~~ شہر مستعار منہٗ: روشنی، چراغ
وجہ جامع: عقل مندی

2) کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے
رن ایک طرف، چرخِ کہن کانپ رہا ہے۔

~~نثری مثالیں:-~~

مستعار لہٗ: کوئی بہادر شخص مستعار منہٗ: شیر
وجہ جامع: بہادری

نثری مثالیں:-

1) آج لڑائی میں ہمارا شیر جیتے گا۔
2) میرا بھائی چاند ہے۔

(1)
مستعار لہٗ: کوئی بہادر شخص، مستعار منہٗ: شیر
وجہ جامع: بہادری

(2)
مستعار لہٗ: بھائی مستعار منہٗ: چاند
وجہ جامع: خوبصورتی۔

فراغ کا قصّہ؟

تلمیح:

* ساتوں ادبی اصلاحات و شعر اصلاحات ہیں یہ واحد ایسا علم ہے جو علمِ بیان کے ~~علا~~ برعکس علمِ بدیع ہے۔

تعریف:

علمِ بدیع کے مطابق شاعری اور نثر میں کسی مشہور آیت ، حدیث ، روایت ، ~~قصہ~~ قصّے ، داستان ، شخصیت ، تصنیف ، چیز ، جگہ ، عمارت ، مخصوص عادات ، فرضی یا تاریخی ~~واقعہ~~ واقعہ اور کسی فنی اصطلاح کی طرف ایک لفظ یا مرکب الفاظ کے ذریعے اشارہ کرنا علمِ تلمیح کہلاتا ہے۔ **مثلاً:**

- آج مدینے کی اُخوت نظر نہیں آتی۔
(بھائی چارہ)
- ہجرتِ نبویؐ کا واقعہ کا بیان

اہم نکات:

* تلمیح عربی زبان کا لفظ ہے۔
* اِس کا لفظ اِسم مونث ہے۔
* قواعد کی رُو سے تلمیح اِسمِ مصدر ہے۔
* تلمیح کے لغوی معنی "اشارہ کرنا ، سرسری یا اچٹتی (آرضی) ہوئی نگاہ ڈالنا کے ہیں۔
* جس کی طرف اشارہ کیا جائے تو اُس چیز کا **مشہور** ہونا ضروری ہے۔
* بدیع کا معنی "نرالا ، انوکھا ، بنانے والا یا ~~مجد~~ موجد (یاد کرنے والا)" کے ہیں۔

* تلمیح کا تعلق علم بدیع سے ہے۔

* تلمیح کا استعمال شاعری اور نثر دونوں سے ہوتا ہے۔

مثالیں:

* آج کل حکومت جس کو بھی دی جائے جاتی ہے وہ فرعون ہی بن جاتا ہے۔ (خود کو سب سے بالا سمجھنا اور ظلم کرنا) حضرت موسیٰ اور فرعون کا واقعہ

* اگر دل میں ایمان و یقین ہو تو کربلا کے 72 ہی کافی ہیں۔ (دل میں اللہ ~~کا~~ پر یقین پختہ ہو تو کوئی کام مشکل نہ ممکن نہیں۔ واقعہ کربلا میں 72 اصحابہ کرام کا واقعہ۔

شعری مثالیں

تلمیح

آ رہی ہے چاہ یوسف سے صدا
دوست یاں تھوڑے ہیں اور بھائی بہت

(الطاف حسین حالی)

تلمیح

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

(مرزا اسد اللہ خاں غالب)

مرزا اسد اللہ خاں غالب